

کھڑا ڈنر

۵



اس نظم کی تدوین کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مختلف سمعی ذریعے سے کہانی، نظم، واقعہ، تقریر، عنوان، خطبہ، گفتگو، خبر، ڈرامہ، ہدایت اور منظر نامہ کرا احساس جذبے اور تاثر کے حوالے سے زبان کے حسن و نجس کی نشان دہی کر سکیں۔
- مختلف عبارات کی غرض و غایت اور ساخت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کا مناسب اور مختص موزانہ اور تہرہ (استحسان و تنقید) کر سکیں۔
- مختلف مصنفین شعر کے ادب پارے پڑھ کر اس زمانے کی تاریخ سے واقف ہوتے ہوئے عصری تناظر میں اس کا تجزیہ اور تہرہ کر سکیں۔
- مختلف ثقافتوں اور زبان کے اختلاط پر مبنی متن کو پڑھ سکیں اور زبان و لہجہ کے فرق کو سمجھ کر اس کے استعمال کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- متن پڑھ کر خیالات، آراء اور رویوں کا آپس میں تعلق سمجھتے ہوئے اس پر تہرہ و تجزیہ کر سکیں۔
- نظم پر لحاظ، بیت (غزل، مخمس، مسدس) میں امتیاز کر سکیں۔

پڑھیں



کھڑا ڈنر ہے غریب الدیار کھاتے ہیں بنے ہوئے شتر ہے مہار کھاتے ہیں
اور اپنی میز پر ہو کر سوار کھاتے ہیں کتہہ ایسی شان سے جیسے اودھار کھاتے ہیں
شکم غریب کی یوں فرسٹ ایڈ ہوتی ہے
ڈنر کے سائے میں فوجی پرید ہوتی ہے

کھڑے ہیں میز کنارے جو ایک پلیٹ لیے انہی نے کوفتے اپنے لیے سمیٹ لیے
اودھار اودھار کے جو کھانے تھے سب سمیٹ لیے کھڑا تھا پیچھے سو میں رہ گیا پلیٹ لیے
یہ میز ہو گئی خالی اب اور کیا ہوگا
پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہوگا

تھی ایک مرغ کی ناگہ اور رقیب لے بھاگا مرا نصیب بھی جاگا پہ دیر میں جاگا
کباب اٹھایا تو اس میں لپٹ گیا دھاگا ڈنر یہ کیا کہ نہ پیچھا ہے جس کاٹے آکا
یہ کیا خبر تھی میں آیا تھا جب ڈنر کھانے
حقیتوں کو سنبھالے ہوئے ہیں افسانے

حقیقتوں کا نہ کہنا زمانہ سازی ہے یہ شخص دیکھنے میں جو بڑا نمازی ہے
یہی اڑائے گا مرغی جو موٹی تازی ہے ڈنر کیا ہے یہ گھڑ دوڑ کی سی بازی ہے
لگائی بھوک میں مہیز جس نے پار ہوا
نہیں تو میری طرح سے ڈنر میں خوار ہوا

وہ ایک میز خواتین گرد صف آرا لبوں سے اُن کے رواں گنتگو کا فوراہ
میں ایک گوشے میں سہا کھڑا ہوں بیچارہ کہ یہ ہٹیں تو اٹھاؤں میں نان کا پارہ
اسیر حلقہ خوباں جو مرغ و ماہی میں
تو ہم شہید ستم ہائے کم نگاہی میں (شوخی تحریر)

سید محمد جعفری (۱۹۰۵ء-۱۹۷۶ء)

سید محمد جعفری بھرت پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید محمد علی جعفری تاجر اور فلسفے کے عالم تھے۔ سید محمد جعفری نے ۱۹۲۲ء میں میٹرک اور ۱۹۲۸ء میں بی ایس سی کے امتحانات پاس کیے۔ وہ ایم۔ اے فارسی بھی تھے اور انھوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے انگریزی زبان و ادب میں بھی ایم۔ اے کیا۔ نیشنل کالج آف آرٹس سے مصوری اور خطاطی کی باقاعدہ تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ پہلے درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ بعد ازاں ۱۹۵۰ء تا ۱۹۶۳ء لہیٹی پرنسپل انفامیشن آفیسر رہنے کے بعد ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۷ء کلچرل اتاشی تہران (ایران) رہے۔ طنز و مزاح کی شاعری اور بیروڑی کے حوالے سے انھیں بے مثال شہرت ملی۔ سید محمد جعفری طنز و مزاح کے حوالے سے معاشرتی کمزوریوں کو ہلکے پھلکے انداز میں نظم کے پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔ وہ ایک باشعور اور ذہین فنکار کی طرح اجتماعی زندگی کی پستیوں اور سیاسی حالات پر بڑے شوخ انداز میں ہنستے ہیں۔ ان کی شاعری میں طنز گہرا نہیں ہے، شوخی اور زندہ دلی غالب ہے۔ ان کا انتقال کراچی میں ہوا۔ ان کا مجموعہ کلام شوخی تحریر ان کی وفات کے بعد شائع ہوا۔ ان کی ظرافت، شہسختی، تہذیب اور وقار سے مملو ہے۔ وہ تحریف اور تفسیم کا استعمال نہایت کامیابی سے کرتے ہیں۔ ان کے کلام کی گفتگو بے ساختہ ہے۔

مشق



۱۔ درج کثیرالجبہت سوالات کے درست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

الف۔ سید محمد جعفری کا سال پید کیا ہے؟

د۔ ۱۹۰۵

ج۔ ۱۹۰۳

ب۔ ۱۹۰۳

الف: ۱۹۰۲ء

ب۔ نظم کھڑاؤں نہایت کے اعتبار سے کیا ہے؟

د۔ مسدس ترجیع بند

ج۔ مسدس ترکیب بند

ب۔ ترجیع بند

الف۔ مخمس، ترکیب بند

ج۔ نظم کھڑاؤں موضوع کے اعتبار سے ہے؟

د۔ عامیانہ

ج۔ فلسفیانہ

ب۔ سنجیدہ

الف۔ طنزیہ مزاحیہ

د۔ مسدس ایسی نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند میں مصرعے ہوں

د۔ سات

ج۔ چھ

ب۔ پانچ

الف۔ چار

و۔ شاعر کے مطابق دیکھنے میں بڑاغازی نظر آنے والا شخص کھڑاؤ میں کیا اڑائے گا؟

الف۔ تکتہ بوٹی ب۔ موٹی تازی مرغی ج۔ بیف بریانی د۔ مٹن کڑاہی

۲۔ جماعت کے دو خوش آواز طلبہ اس نظم کی ریکارڈنگ کریں۔ اس ریکارڈ شدہ نظم کو استاد محترم / استانی صاحبہ کے موبائل فون سے پوری جماعت کو سنائی جائے۔ نظم کو سن کر احساس، جذبے، تاثر کے حوالے سے زبان کے حسن و قبح کی نشان دہی کریں۔

بعض اوقات شاعر اپنی شاعری میں جدت اور تاثر پیدا کرنے کے لیے دوسری زبانوں کے الفاظ کو بھی بے تکلفی سے برت جاتے ہیں جس سے اردو زبان و بیان میں خوب صورتی یا اجنبیت (حسن و قبح) کا احساس ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ شاعر کی مہارت ہی اسی بات میں ہوتی ہے کہ دیگر زبانوں کے الفاظ اس چابک دستی سے استعمال کرے کہ وہ اردو روزمرہ محاورے میں رچ بس جائیں۔ جس طرح سید محمد جعفری نے اس نظم میں ”غریب الدیار“، ”شتر بے مہار، فرسٹ ایڈ، پریڈ، پلیٹ، ڈنر، اسیر حلقہ خواباں، شہید ستم ہائے کم نگاہی“ کے الفاظ و تراکیب کو استعمال کیا ہے۔

سید ضمیر جعفری نے اس نظم میں مغربی آداب معاشرت اور طرز زندگی کی اندھا دھند تقلید اور پیروی کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ انسانی زندگی کے بے شمار ایسے پہلو ہوتے ہیں جن میں اپنی مقامی اور ملکی رسوم و رواج اور طرز عمل ہی ہمارے لیے سود مند ہے۔ درج ذیل نظم ہمارے کی غرض و غایت اور ساخت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا مناسب اور محتاط موازنہ اور تبصرہ (استحسان اور تنقید) کرنے کی مشق کریں۔ موازنہ کرتے ہوئے اکبر الہ آبادی کا کلام بھی پیش نظر رکھیں کیونکہ اکبر الہ آبادی بھی مغربی تہذیب و معاشرت کی اندھا دھند تقلید اور اس کے معضرات کے سب سے بڑے ناقد رہے ہیں۔

وہ ایک میز خواتین گرد صف آرا
لبوں سے اُن کے رواں گفتگو کا فوارہ
میں ایک گوشے میں سہا کھڑا ہوں بے چارہ
کہ یہ ہمیں تو اٹھاؤں میں نان کا پارہ
اسیر حلقہ خواباں، جو مرغ و ماہی ہیں
تو ہم شہید ستم ہائے کم نگاہی ہیں

۳۔ سید ضمیر جعفری نے جس نے جس زمانے میں یہ نظم تحریر کی تھی اس میں مغربی عادات و اطوار بالخصوص خور و نوش کے حوالے سے آہستہ آہستہ عوام میں مقبولیت حاصل کر رہے تھے۔ پاکستانی معاشرہ بھی گلوبل ویلج کے اثرات سے متاثر ہو رہا تھا۔ لیکن آج ہم انھی کے رنگ میں رنگتے چلے جا رہے ہیں، جو ہمارے لیے ہماری قومی و ملی شناخت کے حوالے سے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء کی دہائی میں عالمی سطح پر انسانی رویوں اور مزاج میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں، بالخصوص دوسری عالمی جنگ کے اثرات اور مضمرات کے حوالے سے انھوں نے ہماری تہذیب و معاشرت کو بھی اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا تھا۔ مغرب کی دیکھا دیکھی ہماری ہاں بھی وہی طور طریقے اور آداب معاشرت اپنائے جانے لگے۔ شوکت تھانوی، سید محمد جعفری اور دیگر طنز و مزاح نگاروں نے اس اندھا دھند تقلید کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی اپنے تئیں کوشش ضرور کی۔ مثلاً: ایک قطعے میں کہتے ہیں:

کبھی تو ان کی حسینوں سے شکل ملتی ہے
کبھی پناہ گزینوں سے شکل ملتی ہے
خدا کی شان سے ہیں، وہ مرے وطن کے جواں
کہ جن کی پردہ نشینوں سے شکل ملتی ہے

اسی طرح ”کھڑاؤنر“ میں بھی ہمارے رویوں اور اُس دور کی عکاسی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان نظم پاروں کو پڑھ کر نظم ”کھڑاؤنر“ کا موجودہ عصری تناظر میں تجزیہ و تبصرہ کریں۔

۵۔ استاد محترم / استانی صاحب نے نظم ”کھڑاؤنر“ پڑھادی ہے۔ اب طلبہ نظم کے پڑھے گئے متن کے ہر بند کو باری باری دہراتے ہوئے حوالوں اور دلائل کے ساتھ اظہار رائے کریں اور متعلقہ بند پر جزئیات کے ساتھ تبصرہ کریں۔

۶۔ درج ذیل بند کو غور سے پڑھیں۔

کھڑاؤنر ہے غریب الدیار کھاتے ہیں
بے ہوئے شتر بے مہار کھاتے ہیں
اور اپنی میز پر ہو کر سوار کھاتے ہیں
کچھ ایسی شان سے جیسے ادھار کھاتے ہیں
شکم غریب کی یوں فرسٹ ایڈ ہوتی ہے
ڈنر کے سائے میں فوجی پریڈ ہوتی ہے

اس بند کا مفہوم برقرار رکھتے ہوئے ”کھڑاؤنر، غریب الدیار، شتر بے مہار، فرسٹ ایڈ، ڈنر، پریڈ“ کے مقابلات سے واقف ہوئے انھیں اشعار میں رکھ کر استعمال کریں۔

۷۔ ”کھڑاؤنر“ میں شاعر نے جن خیالات، آر اور رویوں پر روشنی ڈالی ہے اُن کا آپس میں تعلق سمجھتے ہوئے اپنا تبصرہ و تجزیہ کریں۔

۸۔ مخمس۔ مسدس

ایسی نظم جس کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں مخمس کہلاتی ہے۔ ایسی نظم جس کے ہر بند میں چھ مصرعے مسدس کہلاتی ہے۔
اگر کسی نظم کے ہر بند میں ایک مصرع یا شعر بار بار دہرایا جائے تو اُس مصرعے یا شعر کو ٹیپ کا مصرع یا شعر کہتے ہیں۔
ایسی نظم جس میں ٹیپ کا مصرع یا شعر ہو اُسے ترجیع بند اور جس نظم میں ٹیپ کا مصرع یا شعر نہ ہو اُسے ترکیب بند شعر کہتے ہیں۔
❖ مخمس اور مسدس ہیئت پر مشتمل ایک ایک بند تحریر کریں۔

لظم ”کھڑا ڈنر، مختلف ثقافتوں اور زبان کے اختلاط پر مبنی لظم ہے۔ اس کی زبان اور لہجہ کے فرق کو سمجھیں اور اس کے استعمال کی اہمیت سے آگاہی کے لیے طلبہ ٹولیوں کی صورتوں میں باہم گفتگو کریں۔ آخر میں ایک طالب علم اردو شاعری پر انگریزی تہذیب اور زبان کے اختلاط کے حوالے سے دیے گئے دلائل کو نوٹ کرے اور استاد محترم / استانی صاحبہ کی خدمت میں تنقید و تبصرہ کے لیے پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ کو اکبر الہ آبادی اور سید محمد جعفری کی طنزیہ و مزاحیہ شاعری سے آگاہ کرتے ہوئے مغربی تہذیب و معاشرت کی اندھا دھند تقلید کے اپنے معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ لیں تاکہ طلبہ ان خیالات کا ذاتی اور معاشرتی زندگی سے نہ صرف تعلق قائم کر سکیں بلکہ متن پڑھ کر شاعر کے طنز تحریر سے آگاہ ہو جائیں اور خیالات، آراء اور رویوں کا آپس میں تعلق سمجھتے ہوئے تبصرہ و تجزیہ کر سکیں۔

